قومی انتخابات کے نتائج اور نئی حکومت کا قیام

اندیشے ' توقعات اور خدشات

۱۸ فروری کو قومی انتخابات کے نتیجہ میں جو منظر سامنے آیا ہے وہ عوامی توقعات کے قریب قریب نظر آ رہا ہے' قوم نے ریٹائر جنرل پرویز مشرف کی آمرانہ پالیسیوں' اس کے آمرانہ طرز حکومت اور اس کے حواریوں کو ان انتخابات میں عبرتناک شکست سے دوچار کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ قوم امریکی نواز پالیسیوں کو اب ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ اگرچہ ۱۸ فروری کے انتخابات میں حکمران جماعت اور اس کے اتحادیوں کو کامیاب کرانے کا پورا منصوبہ تیار ہو چکا تھا لیکن میڈیا کے باخبر ہونے' بین الاقوامی دباؤ اور سیاسی جماعتوں کی بہتر حکمت عملی کے باعث الیکشن میں دھاندلی اس دن پوری طرح ہو نہ سکی اور پھر الیکشن کے نتائج نے شہدائے لال مسجد کے قاتلوں کو سربازار پوری دنیا کے سامنے رسوا کر دیا۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈر اور کئی ''نامور'' وزراء منہ کے بل گر پڑے۔ اور سب نے یک زباں ہو کر اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں پرویز مشرف کی غیر مدبرانہ پالیسیوں اور خصوصاً وزیرستان آپریشن اور سانحہ لال مسجد پر کئے گئے ظالمانہ فیصلوں نے مروا دیا ہے۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ خود اس کے اپنے ہی حواری اور چمچے اس کے خلاف بولنے لگے۔ الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کمانوا یکسبون

اب سب سے اہم مرحلہ حکومت سازی کا ہے اس بار مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل قومی حکومت کا تصور پاکستان میں پہلی بار سامنے آ رہا ہے۔ جس کی پائیداری موجودہ نازک حالات اور پرویز مشرف کی صدارت میں ایک اہم سوال ہے؟ پھر اس کے علاوہ معزول ججوں کی بحالی کا وعدہ جو مسلم لیگ (ن) کا بنیادی ایجنڈا تھا اور الیکشن کے بعد اس ایجنڈے کی تکمیل کا وعدہ دونوں جماعتوں نے اعلان مری میں واشگاف الفاظ میں دوہرایا بھی ہے۔ یہ فیصلہ بھی بظاہر زمینی حقائق کی روشنی میں ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ سابقہ ججوں کی بحالی کے بعد موجودہ ججوں کی آئینی حیثیت کیا ہوگی؟ پھر امریکہ نے واضح طور پر سابق چیف جسٹس جناب چودھری افتخار کی بحالی پر اپنی ناراضگی اور شدید خدشات کا اظہار کیا ہے کیونکہ جناب چودھری افتخار نے گمشدہ افراد جو امریکی حکومت کی ایماء پر ان دنوں پابند سلاسل ہیں کی رہائی کے بارے میں بڑا سخت اسٹینڈ لیا تھا تو امریکیوں کو پرویز مشرف سے زیادہ چودھری افتخار سے نفرت ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ پرویز مشرف جیسے متنازعہ ترین صدر کی موجودگی میں اپوزیشن جماعتوں

نئی حکومت کا پہلا ہی دن 58- 2/E کی لٹکتی تلوار کے سائے میں موجودہ متنازعہ پالیسیاں تبدیل کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ پرویز مشرف کے آٹھ سالہ دور حکمرانی اور اس کے ماورائے آئین اقدامات اور اس کی بے جا مداخلت اور نئی پارلیمنٹ کو دھمکیوں کے پیش نظر موجودہ اسمبلیاں ریت کے گھروندے نظر آرہے ہیں۔

افواج پاکستان کے کمانڈران چیف نے بھی صدر پاکستان سے اپنی وابستگی ایک بار پھر ثابت کردی ہے کہ فوج اور صدر پاکستان میں کوئی دوریاں نہیں۔ یعنی دوسرے معنوں میں فوج اپنے سپریم کمانڈر کے معمولی اشارہ پر اپنی پرانی ذمہ داریاں ''نئے عزم اور تازہ حوصلہ'' کے ساتھ نبھانے کے لئے پوری طرح چوکس ہے۔ ان تمام معروضی حقائق کی روشنی میں ''امید صبح'' کی تمنا کرنا ایک مشکل امر ہے۔ خدا کرے کہ نئی حکومت ملک وملت کی ڈوبتی ناؤ کو بحرانوں سے بحفاظت نکال کر ساحل مراد تک پہنچائے۔ اگر یہ قومی حکومت بھی اسی پرانی ڈگر پر چلتی رہی اور خصوصاً خارجہ وداخلہ پالیسیوں کو تبدیل نہ کیا اور قبائلی علاقوں میں روز بروز امریکی حملوں کو روکا نہ گیا تو ملک شدید خانہ جنگی کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔ پہلے ہی پے درپے بم دھماکوں اور امن وعامہ کی بگڑتی صورتحال نے ایک خطرناک اور تباہ کن صورتحال اختیار کرلی ہے۔ دراصل مغرب اور امریکہ مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان میں مکمل سیاسی استحکام پیدا نہ ہو کیونکہ یہی ان کے نیو ورلڈ آرڈر کے منصوبہ کا حصہ ہے۔ اسلئے وہ وقتاً فوقتاً اپنی ظالمانہ اور غیر آئینی دخل اندازی کرکے جان بوجھ کر مجاہدین میں اشتعال پیدا کرتا رہتا ہے کہ پاکستانی قوم خود آپس میں ہی لڑلڑ کر کمزور ہو۔ اگر مل بیٹھ کر اس کا دیرپا کوئی حل نہ نکالا گیا تو امریکی مفادات کی تکمیل کرتے کرتے خدانخواستہ ملک وملت کا مقدر داؤ پر بھی لگ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نئی حکومت کو ایک بہت بڑا خطرہ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کا بھی ہے۔ ان آٹھ سالوں میں غریب عوام کا جو حال ہوا ہے اور جس بیدردی کے ساتھ انہیں لوٹا گیا ہے اور لوٹا جارہا ہے اگر ان کے جسم ناتواں پر مزید مہنگائی کا عذاب رکھا گیا تو یہ بے قابو عوام کسی بھی وقت کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ موجودہ حکومت کو بھی سابقہ حکومتوں کے شاہانہ اخراجات اور ناقص منصوبہ بندی کی تیاری سے اجتناب کرنا چاہیے اور اپنی ساری توجہ ملک میں بحالی امن' آزاد عدلیہ' روزگار کی فراہمی اور اسلامی اقدامات کی طرف مرکوز رکھنی چاہیے (اگرچہ اس کی کوئی توقع دور دور تک ان سے نہیں کی جاسکتی) اگر ان اہداف کو حاصل کرلیا گیا تو پاکستانی قوم یہ سمجھے گی کہ انکے زخموں اور دکھوں کا کچھ مداوا تو ہوسکا اور اگر اس بار بھی قومی حکومت کے ارباب اقتدار واختیار نے پرانی عادتیں اور وہ شاہانہ طرز حکومت کا مظاہرہ جاری رکھا اور وہی ''امریکی آقا'' کی جی حضوری اور خوئے غلامی کو نہ چھوڑا گیا تو اسکے بعد پاکستانی قوم کس پر اعتماد کرے گی؟ فوجی حکومت' ایم ایم اے' مسلم لیگ اور دیگر جماعتوں نے ان آٹھ سالوں میں عوام کا اعتماد بری طرح مجروح کیا ہے۔ امید ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) سابقہ تجربات سے کچھ نہ کچھ سبق حاصل کریں گی۔ اور ملک وملت کو بحرانوں سے نکالنے کی دن رات کوششیں کرینگی اور پاکستان کو ایک آزاد' مکمل خودمختار اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کرینگی۔